تفاسیر قرآن کا تاریخی ارتقاء بحوالہ اندلس

ڈاکٹر محمد ادریس لودھی*

Abstract:

The pages of Islamic history communicate that Andalus (Spain) was a centre of excellence in the discipline of the Quran and it's tafsir during the Muslim rule since 92 AH to 897 AH (710 AD - 1492 AD). The study highlights the contribution and achievements of eminent interpretors of the Holy Quran of former Andalus (Spain). It was found that Muslim scholars had made marvelous contribution in the study of the Quran.The paper has discussed the services of several interpretors of the Quran namely Abdul Malik Bin Habib, Baqi Bin Mukhalid, Ibn-e-Abdul Bar, Ibn-e-Hazam and Sohaili etc.Their works later became the source of rest of the world.

قرآن حکیم علم وحکمت کا وہ بحرِ بےکراں ہے کہ 1400 سال گزرنے کے باوجود اس کتاب مقدس پر فہم و تدبر کا حق ادا نہیں ہو سکا۔ یہ کتاب مقدس کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے **کلام الملوک ملک الکلام**(1) کا حقیقی اور دائمی شاہکار رہے۔ اس کلام حق کے سامنے بڑے بڑے زبان آور خطیبوں شاعروں ادیبوں کی زبانیں گنگ تھیں۔

یہ کلام جلیل وجمیل، عظیم وکبیر، فصیح وبلیغ، مرعوب کن اور وراء الوراء ہیبت کا حامل ہے۔ یہ ایک ایسا معجزانہ کلام ہے جو سیلاب کی طرح یلغار کرتا، برق کی طرح کڑکتا، بادل کی طرح چڑھتا، بارش کی طرح برستا ہے، طوفانوں کی طرح چڑھتا اور پھولوں کی طرح مہکتا ہے۔ اس کا نہ کوئی توڑ ہے نہ کوئی جوڑ۔ اس پر گرفت یا اس کی تردید نہیں ہو سکتی۔ یہ دلوں کو لرزا دینے والا، عقلوں کو دنگ کر دینے والا اور چہروں کو فق کر دینے والا کلام ہے۔(2)

علماء اندلس نے اس کتاب کے معانی ومفاہیم کی تعلیم اور اس کے مطالب کی تشریح وتوضیح کے لئے قابل رشک خدمات سرانجام دی ہیں اور اپنے علمی ذوق کے مطابق تفاسیر مرتب کیں۔ ہر عہد کا مفسر اپنے ظرف وذوق اور فہم وفراست کے مطابق **خیرکم من تعلم القرآن و علمه**(3) کا مصداق نظر آتا ہے۔ مشرقی اسلامی دنیا کی طرح اندلس بھی اس کتاب مقدس کے مطالعہ کی عظیم الشان روایت کا امین رہا ہے۔ اندلس کو تاریخِ اسلام کے تناظر

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔

میں دیکھا جائے تو یہ علوم وفنون کا ایک ایسا مرکز معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ہر شعبہ زندگی میں مسلمانوں نے بیش قیمت کارنامے سرانجام دیئے۔علم وفن کے ہر میدان میں ایسے عظیم افراد پیدا ہوئے جن کو تاریخ العلوم میں ایک اعلیٰ اور منفرد مقام حاصل ہوا۔اندلس میں مسلمانوں کی سیاسی اور عسکری اور علمی قیادت کا دور تقریباً آٹھ صدیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ایک اجنبی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد مسلمانوں نے علم وفضل کی جو شمع یہاں روشن کی اس کی کرنوں سے پورا یورپ روشن ہوا۔تفسیر القرآن کی مستحکم روایت کے حوالے سے سرزمین اندلس تاریخ میں ایک قابل فخر اور بلند مقام کی حامل ہے۔علماء اندلس نے آٹھ صدیوں کے دوران تفسیر قرآن کے جو ذخائر جمع کئے تھے اگرچہ متعصب عیسائیوں نے اسے جلا کر راکھ کردیا لیکن ان کی دست برد سے جو کچھ بچا وہ آج بھی قابل فخر علمی اثاثہ ہے۔اندلس میں اسلامی حکومت 92ھ/ 711ء میں قائم ہوئی۔(4) صاعد الاندلسی کے مطابق اسلامی فتوحات سے قبل یہ خطہ علم سے بالکل محروم تھا۔(5) اس کے برعکس مسلم دور سے متعلق ڈوزی نے لکھا ہے کہ اندلس کا ہر فرد لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔(6) اندلس میں مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار میں جن علمی موضوعات پر خصوصی اور بھرپور توجہ دی ان میں علم تفسیر سرفہرست ہے۔تفسیر القرآن سے متعلق لکھی گئی کتب کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اندلس میں مطالعہ قرآن کی روایت قدامت وعظمت کے اعتبار سے قابل رشک رہی ہے۔

علوم القرآن پر سب سے قدیم تین کتب کا تذکرہ ملتا ہے جو عبدالملک بن حبیب م 238ھ/ 853ء کی تصانیف ہیں۔اس کے علاوہ ابراہیم بن حسین القرطبی م 249ھ/ 864ء کی تفسیر القرآن الکریم،اور تفسیر القرآن الکریم از بقی بن مخلد م276ھ/ 889ء،اختصار تفسیر بقی بن مخلد از عبداللہ بن حنین م318ھ/ 930ء،تفسیر القرآن الکریم از عبداللہ بن مطرف م 340ھ/ 950ء،قاسم بن اصبغ م 370ھ/ 980ء کی کتاب الناسخ والمنسوخ اور احکام القرآن جیسی کتب تفسیر اندلس میں مطالعہ قرآن کی عظیم الشان روایات کی عکاس اور اس روشن روایت کے ارتقائی سفر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔امام قرطبی کی **الجامع لاحکام القرآن**،(م671ھ/1272ء) ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن عربی (م 543ھ /1149ء) کی احکام القرآن، ابو حیان (م 745ھ /1344ء) کی البحر المحیط،محی الدین ابن عربی (م638ھ/1240ء) کی تفسیر القرآن،آج بھی تفسیری ادب کی صف اول کی کتب میں شمار ہوتی ہیں اور اس خطہ میں تفسیر القرآن کی نمائندہ کتب ہیں۔علوم القرآن اور تفسیر القرآن کی ایک ایک فرع پر عظیم الشان کتب تصنیف ہوئیں۔قرآنی علوم اور تفسیری ادب کے مصنفین ومؤلفین کے کارناموں سے کتب تاریخ مملو ہیں۔ان علماء اندلس میں عبدالملک بن حبیب کو تاریخی تقدم حاصل ہے۔

1۔ عبدالملک بن حبیب:

ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان بن ہارون مالکی مذہب کے پیروکار تھے۔(7) غرناطہ کے قریب بمقام حصن وات 174ھ بمطابق 790ء میں پیدا ہوئے۔(8) سماعت علم کے لئے 208ھ میں مشرقی دنیا کا سفر اختیار کیا۔ 16 سال بعد واپس اندلس آئے۔خلیفہ عبدالرحمٰن بن حکم نے انہیں مفتی اندلس مقرر کیا۔(9) ابن حبیب نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار سے زیادہ کتب لکھیں۔(10) علوم القرآن پر آپ کی درج ذیل دو کتب کا صرف تذکرہ ملتا ہے۔(11)

1۔ کتاب اعراب القرآن

2۔ کتاب تفسیر القرآن

عبدالملک ابن حبیب کی علمی ثقاہت اور فنی مہارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعراب القرآن، قرآن حکیم کے اعراب وحرکات کے موضوع پر یقیناً ایک نہایت وقیع کتاب ہوگی۔قرآن حکیم کے اصل لب ولہجہ کو مرکز اسلام سے دور خطہ اندلس میں مستند اور مستحکم طرز پر متعارف کرانے میں یہ کسی عالم اندلس کی اولین کتاب ہے۔

تفسیر القرآن جیسا کہ اس کے موضوع سے ظاہر ہوتا ہے یہ قرآن پاک کی جامع تفسیر ہوگی کیونکہ مفسر کا تعلق مالکی مسلک سے تھا۔ اس لئے اس کو جامع مالکی مسلک کی نمائندہ تفسیر قرار دیا جاسکتا ہے۔تذکرہ نگاروں اور مورخین نے آپ کی جلالت علمی کا اعتراف کیا ہے۔

زرکلی نے آپ کو عالم اندلس (12) اور عمر رضا کحالہ نے آپ کو فقیہ، مورخ، ادیب اور شاعر لکھا ہے۔(13) ابن خیر الاشبیلی (م575ھ /1179ء) نے بھی آپ کی علمی وجاہت کو بیان کیا۔ (14) جلال الدین سیوطی (م911ھ /1505ء) آپ کو حافظ الاخبار اور حافظ الفقہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔(15) اندلس میں مطالعہ قرآن کی روایت کا یہ نمائندہ صرف 63 سال کی عمر میں رمضان 238ھ/ فروری 853ء میں فوت ہوا۔ (16)

2۔ بقی بن مخلد:

قرآن حکیم آنحضور ﷺ کی نبوت ورسالت کا دائمی معجزہ ہے جو حکمت علمیہ وعملیہ کا بے مثال خزینہ ہے۔ جن علماء اندلس نے قرآنی اسرار ورموز کی وضاحت کی ان میں ایک قدیم اور عظیم نام بقی بن مخلد کا ہے۔بقی بن مخلد اپنے دور کے بڑے عالم اور مجتہد تھے۔انہوں نے تفسیر ابن مخلد قرطبی کے نام سے قرآن حکیم کی تفسیر لکھی۔حدیث و

سنت اور فقہی نقطہ نظر سے یہ بڑی اہم تفسیر ہے۔ آپ کا نام بقی بن مخلد بن یزید لقب شیخ الاسلام اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ قرطبہ میں 21 رمضان (201ھ 816ء) میں پیدا ہوئے۔ (17) حصول علم کے لئے حجاز، شام، بصرہ اور کوفہ کا سفر اختیار کیا اور امام احمد بن حنبل م (241ھ 855ء) سے سماعت علم کا شرف حاصل کیا۔ (18)

اندلس واپس آ کر باقی عمر علم کی اشاعت و ترویج میں بسر کی۔ آپ کا شمار اندلس میں تفسیر القرآن کی روایت کے بانی علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے التفسیر الکبیر کے نام سے بھی قرآن حکیم کی ایک تفسیر لکھی۔ ابن حزم (م 384ھ /994ء) اس تفسیر کو تفسیر ابن جریر (م 310ھ /923ء) پر ترجیح دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اس پایہ کی تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی۔ (19) امام ذھبی (426ھ /1064ء) ان کی تفسیر کو بے مثال قرار دیتے ہیں۔ (20) جلال الدین سیوطی (911ھ /1505ء) نے انہیں علم کا سمندر کہا ہے۔ (21) آپ کثیر الصیام اور گوشہ نشین شخص تھے آپ نے بڑی بڑی کتب لکھیں اور روایات جمع کرنے کی بے حد کوشش کی یہاں تک کہ آپ نے اندلس کو علم سے بھر دیا۔ سوموار 28 جمادی الثانی (276ھ /893ء) قرطبہ میں فوت ہوئے اور مقبرہ بنو عباس میں تدفین ہوئی۔ (22)

3۔ علامہ ابن عبدالبر

مادر گیتی کی وسیع و فراخ آغوش سے سرزمین اندلس میں ایک ایسے مرد علم و فضل کا ظہور ہوتا ہے جسے بجا طور پر امام العلماء کہا جا سکتا ہے۔ وہ فقہا میں فقیہ شعراء میں شاعر، مورخین میں مورخ، محدثین میں محدث اور مفسرین میں مفسر نظر آتا ہے۔ اندلس کا یہ عظیم سپوت علامہ ابن عبدالبر ہے۔ پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمر ی القرطبی اور کنیت ابوعمر تھی۔ 368ھ/ 979ء قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ (23) یہ ہشام بن عبدالملک کا دور تھا۔ ابن عبدالبر کی پرورش قرطبہ میں ہوئی جو اس وقت دنیا میں علم و فضل اور تہذیب و تمدن کا بہت بڑا مرکز تھا۔ قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد علوم القرآن، فقہ، حدیث، سیرت، علم ناسخ و منسوخ، شعر، ادب، طب، نجوم میں کامل دسترس حاصل کی۔ (24)

ابوعمر احمد بن عبدالملک ابوالولید الفرضی، خلف بن قاسم، سعید بن نصر اور عبداللہ بن اسد جیسے فحول علماء سے آپ نے کسب فیض کیا۔ (25) ابوالعلی الحسین بن محمد الغسانی، ابونصر الحمیدی، ابن حزم ظاہری اور ابوالحسن علی بن عبدالرحمٰن الشاطبی جیسے علماء کرام کا شمار آپ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ (26) تمام مورخین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کی جلالت علم اور فضل و کمالات کا اعتراف کیا ہے۔ ابوسعید المغربی نے آپ کو شریعت و حدیث کا امام قرار دیا۔ (27) حافظ ذہبی نے آپ کو احد الاعلام لکھا۔ اندلس میں کوئی بھی آپ سے زیادہ احادیث و آثار کا ماہر نہ تھا۔

(28) سیوطی نے آپ کو فقہ قرأت حدیث اور اسما الرجال کا حافظ قرار دیا۔ (29) ابوالولید الباجی نے لکھا **ابو عمر احفظ من اهل المغرب** یعنی ابوعمر اہل مغرب میں سب سے زیادہ علم کو محفوظ رکھنے والے تھے۔ (30) ابن بشکوال آپ کو **وحید الدهر و امام العصر** لکھتا ہے۔ (31)

آپ کے تذکرہ نگاروں نے علوم القرآن سے متعلق آپ کی چار کتب کا ذکر کیا ہے۔ (32)

1. **البیان عن تلاوة القرآن**
2. **الاکتفاء فی قراة نافع و ابی عمرو ابن العلا**
3. **المدخل الی علم القرات و التجوید**
4. **اختصار التجوید**

علوم القرآن کے موضوع پر آپ کی کتب اندلس میں مطالعہ قرآن کی عظیم الشان روایت کا مظہر ہیں۔ ان کتب کا اصل موضوع قرأت متواترہ اور قرأت شاذہ کے علاوہ علم التجوید اور اس کی تاریخ ہے۔ یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت فنی اور تکنیکی کتب ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کی علمی وجاہت کے ساتھ اندلس میں علوم القرآن کے نشو و ارتقاء کا بھی علم ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ کو زیادہ شہرت حدیث، اسماء الرجال، سیرت اور فقہ میں حاصل ہوئی لیکن بلا مبالغہ آپ جملہ علوم اسلامی کے مطلقاً امام تھے۔ اس لئے آپ نے قرآن اور علوم القرآن کے موضوع پر بھی نہایت وقیع اور معتبر کتب لکھیں۔ دیار مغرب کا بے مثل عالم و محقق بعمر 95 سال 463ھ/ 1071ء میں شاطبہ میں فوت ہوا۔ (33)

4۔ ابن حزم:

دنیائے تحقیق و تنقید اور علم و ادب میں ہمیشہ زندہ رہنے والا اندلس کی علمی اور تہذیبی عظمتوں کا نقیب عالمگیریت کا حامل نامور مجتہد، عالم، شاعر، فقیہ، مفسر، مورخ، ماہر انساب امام علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلس کے ایک بارسوخ سیاسی اور اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ ایرانی الاصل تھا۔ ان کے جدِ اعلیٰ خلف بن معد ایران سے ہجرت کر کے اندلس میں آباد ہوئے۔ 29 رمضان 384ھ بمطابق 7 نومبر 994ء بروز بدھ بمقام قرطبہ ابن حزم کی ولادت ہوئی۔ (34)

ابو یزید عبدالرحمٰن بن محمد علامہ ابن عبدالبر محمد بن سعید ساقی الظاہر، یونس بن عبداللہ بن ربیع اور یوسف عبدالقاضی جیسے متبحر علماء سے کسب فیض کیا۔ (35) ابوعبداللہ الحمیدی صاحب جزوۃ المقتبس، سریع بن محمد اور قاضی ابو

القاسم صاعد بن احمد الاندلسی جیسے اصحاب علم وفضل کا شمار ابن حزم کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔(36)

ابن حزم کی پوری زندگی عروج وزوال کا عجیب مرقع تھی۔ایوان اقتدار سے جیل، جلاوطنی، معزولی اور جبری نقل مکانی جیسے مناظر آپ کو دیکھنے میں ملتے ہیں۔کڑی تنقید کا نشانہ بنے۔آپ کی کتب آپ کے سامنے نذر آتش کی گئیں لیکن پھر بھی آپ حریت فکر وعمل سے دستبردار نہ ہوئے۔آپ نے 400 جلدوں پر محیط 80 ہزار صفحات پر مشتمل علوم اسلامی کے تمام موضوعات پر کتب لکھیں۔علماء اسلام میں ابن جریر طبری کے بعد آپ کو کثیر التصانیف ہونے کا شرف حاصل ہے(37)

صاعد الاندلسی (م 462ھ/1069ء) نے آپ کے منفرد علمی نکات میں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے (38) ابن حجر (م 852ھ/1448ء) نے ابن جریر کے بعد آپ کو سب سے کثیر التصنیف قرار دیا۔(39 امام غزالی (م 505ھ/1111ء) نے آپ کی بے مثال قوتِ حافظہ کی تعریف کی۔(40) ابن خلکان (م 681ھ/1282ء) آپ کو شاعر، ادیب، حدیث اور فقہ کا امام عالم باعمل قرار دیتا ہے۔(41) ابن بشکوال (م 578ھ/1182ء) اور الحمیدی (م 488ھ/1095ء) اس رائے سے متفق ہیں۔اور لکھا ما راینا مثله (42) ہم نے آپ کا مثل نہیں دیکھا۔الضبی (م 599ھ/1202ء) آپ کی تمام کتب کو علم اور تحقیق کی مثال قرار دیتا ہے۔(43) امام ذہبی (م 748ھ/1347ء) اور امام سیوطی (م 911ھ/1505ء) آپ کی اعلیٰ ذہانت کے معترف ہیں۔(44)

آپ جیسے بے مثل وبے نظیر عالم نے اندلس میں مطالعہ قرآن کی روایت کے نشو وارتقا میں اپنا روشن کردار ادا کیا۔علوم القرآن کے موضوع پر آپ کی دو کتب نہایت اہم ہیں۔

1. **القرات المشهوره فی الامصار**
2. **معرفت الناسخ والمنسوخ**

القرات المشهوره فی الامصار کے موضوع سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب قرأت قرآن کے لب ولہجہ اور علم القرات کے قواعد وضوابط پر لکھی گئی تھی۔اندلس اس وقت 52 ریاستوں میں منقسم تھا۔پورا عالم اسلام دنیا کے 2/3 حصے پر قائم تھا۔اس وسیع وعریض خطہ میں مختلف لہجوں زبانوں محاوروں کا کثیر تعداد میں ہونا ایک فطری بات تھی۔ایک طرف تو تہذیب وتمدن اور اختلاف لسان ولہجہ کی یہ گوناں گونی بوقلمونی تھی تو دوسری جانب تلاوت **ورتل القرآن ترتیلا** (45) کا امرِ وجوبی تھا۔اس نازک وناگزیر موضوع پر ابن حزم نے اپنی روایتی علمی اور تنقیدی شان

سے قلم اٹھایا اور اندلس میں مطالعہ قرآن کی مثالی روایت کو ایک جلا بخشی۔

دوسری کتاب قرآن کے علم ناسخ و منسوخ سے متعلق تھی۔ ناسخ و منسوخ فہم قرآن کی مشکل اور مختلف فیہ موضوع ہے لیکن ابن حزم کے فیصلہ کن قلم نے اس موضوع کو علم و تحقیق کے ساتھ دلائل سے واضح کیا اور فہم قرآن کے ارتقائی عمل میں اپنے حصے کا چراغ روشن کر دیا اور خود اس کی حیات مستعار کا چراغ 28 شعبان 456ھ بمطابق 15 اگست 1064ء بمقام سنبلہ دست قضا کے ہاتھوں گل ہو گیا۔ (46)

5۔ ابوبکر ابن العربی

ابوبکر محمد بن عبداللہ المعافری الاندلسی الاشبیلی فقہ مالکی میں احکام القرآن کے موضوع پر لکھنے والے اولین مفسر ہیں۔ آپ 468ھ میں اشبیلہ میں پیدا ہوئے اور 543ھ میں وفات پائی۔ (47) حصول علم کے لئے مصر، شام، عراق اور حجاز کا سفر اختیار کیا۔ امام غزالی سے بھی مستفید ہوئے۔ 489ھ میں اشبیلہ واپس آئے۔ (48) اپنی تفسیر احکام القرآن میں انہوں نے بہت آسان اور توضیحی اسلوب اپنایا۔ صرف آیات احکام کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ ضعیف احادیث اور اسرائیلی روایات کا سخت علمی محاسبہ کرتے ہیں۔ قرآنی آیت **واذقال موسیٰ لقومه ان الله یامر کم ان تذبحوا بقرة**(49) کی تفسیر میں اسرائیلیات سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد ثبت عن النبی ﷺ انه قال حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج والمعنی هذا الخبر الحدیث عنهم بما یخبرون به عن انفسهم وقصصهم لا بما یخبرون عن غیرهم لان اخبارهم عن غیرهم مفتقرة الی العدالة والثبوت الی ما فتهی الخبر. (50)

حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل سے روایت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے صرف وہ خبر قبول کی جائے جس میں وہ اپنے متعلق قصص کے بارے میں خبر دیں۔ جب دوسروں کے بارے میں خبر دیں تو ان کی خبر قبول نہ کی جائے کیونکہ دوسروں کے متعلق ان کی خبر انصاف سے خالی ہوتی ہیں اور یہ پایہ ثبوت سے عاری ہوتی ہیں۔

آیت میں مذکور تمام احکامات کی وضاحت ترتیب وار کرتے ہیں۔ ابن عربی قرآنی الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کو بھی واضح کرتے ہیں چنانچہ لفظ ربوا کے معنی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الربوٰ فی اللغة الزیادة والمرادبه فی الایة کل زیادة لایقابلها عوض. (51)

”ربوا کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں اور آیت میں اس سے مراد وہ زیادتی ہے جس کے مقابلہ میں کوئی مال نہ ہو“

اس قسم کی بہت سی مثالیں تفسیر میں موجود ہیں۔ اس تفسیر کا ایک اور وصف علمی اشکالات کے جوابات مہیا کرنا ہے زمانہ نزول قرآن کے بعد یعنی اپنے ہم عصر اہل کتاب سے مسئلہ مواکلت پر اشکال کا جواب دیا اور لکھا کہ ہر دور کے اہل کتاب سے مواکلت جائز ہے۔ لکھتے ہیں:

"هم مِن ابائهم وقد جعلهم الله تعالیٰ تبعا لمن كان قبلهم مع علمه بحالهم(52)

"یعنی ان عیسائیوں کا حکم ان کے اباؤ اجداد کا سا ہے یہ حال اللہ کو معلوم تھا (کہ وہ شرک کریں گے) لیکن اللہ نے ان کو ان کے آباء کے تابع بنا دیا۔ یعنی ہر دور کے عیسائیوں کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔

اسی طرح قرآنی آیت و وٰعدنا موسیٰ ثلثین ليلة (53) کی تفسیر میں ایک اور علمی نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حساب الشمس للمنافع و حساب القمر للمناسک (54)

"یعنی شمسی حساب دنیا کے فوائد کے لئے اور قمری حساب عبادات کی ادائیگی کے لئے ہیں"

تفسیر احکام القرآن کے علاوہ علوم القرآن کے موضوع پر آپ کی بعض کتب کا تذکرہ ملتا ہے جو اندلس میں تفسیر القرآن کی روایت کی اہم اور مربوط زنجیر کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

کتاب الناسخ والمنسوخ، کتاب القانون فی تفسیر القرآن العزیز اور کتاب انوار الفجر فی تفسیر القرآن (55) جیسی بلند پایہ کتب اس کا واضح ثبوت ہیں۔ تاہم کتاب احکام القرآن میں فقہ حنفی اور فقہ شافعی کے مسائل سے واضح اختلاف بھی کیا گیا ہے۔

6۔ ابن عطیہ الاندلسی

ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ الاندلسی الغرناطی 481ھ/ 1088ء میں پیدا ہوئے اور 546ھ/1151ء میں وفات پائی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کرنے کے بعد ابوعلی غسانی اور صفدی سے بھی سماعت علم کی۔ ابوبکر ابن ابوحمزہ اور ابوالقاسم بن جیش آپ کے تلامذہ تھے۔ ابن فرحون (م 799ھ / 1396ء) نے ابن عطیہ کو فقہ مالکی کا بلند امام قرار دیا۔ (56) جلال الدین سیوطی (م 911ھ/1505ء) نے بھی آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا۔ (57) ابن عطیہ کی سب سے یادگار

کتاب ان کی تفسیر الوجیز ہے جو اندلس میں مطالعہ قرآن کی روایت کی امین ومحافظ ہے لیکن یہ تفسیر آج تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ دارالکتب مصر میں اس کا مخطوطہ محفوظ ہے۔ ابوحیان نے کشاف کے مقابلہ میں ابن عطیہ کی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ (58) یہی رائے امام ابن تیمیہ (م 728ھ / 1327ء) کی ہے۔ (59) ابن خلدون (808ھ /1405ء) نے بھی اس تفسیر کی شہرت اور مقبولیت کا ذکر کیا ہے۔ (60)

روایت پر نقد وتبصرہ، کلام عرب سے استشھاد، نحوی مسائل اور اختلاف قرات کی وضاحت جیسے اوصاف سے متصف یہ تفسیر اندلس میں مطالعہ قرآن کی روایت کے تسلسل اور وسعت کو ظاہر کرتی ہے۔ تفسیر کے بعض مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفسر کا رجحان کسی حد تک معتزلہ کی طرف بھی رہا ہے۔

7۔ امام سہیلی

امام سہیلی ایک ایسی بلند پایہ نامور اور شہرت دوام رکھنے والی شخصیت ہیں کہ جن کی علمی ثقاہت ،لغوی تحقیقات، حدیث وتفسیر پر ان کی مہارت اور وسعت مطالعہ دنیا علم وتحقیق میں ایک مستقل سند کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ رجال وانساب کا حافظ، لغت ونحو کا عالم اور جملہ علوم کا امام با کمال ہے۔ ایک ایسا باخبر اور وسیع الاطلاع عالم کہ جس کا ہر علمی نکتہ دنیائے علم وتحقیق کا اثاثہ سمجھا جاتا ہے۔ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد السہیلی المالکی الاندلسی 508 / 1114 مالکہ میں پیدا ہوئے۔ (61)

ابوداؤدالصغیر، سلمان بن یحییٰ، ابوالمنو رابن خیر، ابوبکر ابن العربی، ابوعبداللہ بن مکی اور ابوعبداللہ بن نجاح جیسے اکابر علماء سے آپ نے کسب فیض کیا۔ آپ کے تلامذہ میں فحول علماء کے اسماء گرامی درج ہیں۔ جن میں ابوالخطاب دحیہ الکلبی، ابومحمد بن غلیون، ابوعمر بن عیشیون اور ابوالخطاب بن الخلیل کے نام شامل ہیں۔ (62)

صاحب کشف الظنون نے امام سہیلی کو عالم، مفسر، مورخ، محدث اور صف اول کا عالم وفاضل قرار دیا۔ (63)
17 سال کی عمر میں آپ کی بینائی ختم ہوگئی لیکن یہ معذوری آپ کے عزم صمیم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

جلال الدین سیوطی (م 911ھ /1505ء) کے مطابق آپ عربی لغت اور قرأت کے امام تھے۔ ادیب مفسر اور حافظ تاریخ تھے۔ (64) ابن العماد حنبلی (م 1089ھ /1678ء) نے آپ کو علامہ نحوی حافظ العلم اور اخبار وآثار کا ماہر قرار دیا۔ (65) امام ذھبی (م 748ھ /1347ء) کے بقول آپ کتاب اللہ کے تفسیری نکات میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ (66) ابن فرحون (م 799ھ /1396ء) نے آپ کو علوم ومعارف اور ادب کا عظیم حافظ قرار دیا۔ (67) آپ نے علوم وفنون میں وسعت اور گہرائی پیدا کی۔ آپ کا نام اسلاف کی علمی تحقیقات کا محافظ تھا۔ علوم

القرآن پر آپ کی درج ذیل کتب کے نام معلوم ہو سکے۔ (68)

1. **التصریف والاعلام بما فی القرآن من اسماءِ الاعلام**

2. **الایضاح والتبین لما ابھم من تفسیر الکتاب المبین**

3. **المختصر الوجیز فیمن تضمن کتاب اللہ العزیز**

یہ کتب آپ کے علمی ذوق اور تحقیقی مہارت کی دلیل ہیں۔ پہلی کتاب جیسا کہ اس کے موضوع سے ظاہر ہوتا ہے قرآن حکیم میں مذکور مختلف اسما کے تعارف پر مبنی ہیں۔ جناب ذوالکفل، حضرت لقمان، آل فرعون کا مرد مومن ،امرۃ فرعون، ام مریم، زوجہ زکریا، حضرت موسیٰ کے رفیق سفر، زوجہ حضرت نوح، ابراہیم، لوط اور موسیٰ علیھم السلام کی بیویاں، زوجہ عزیز مصر، برادران یوسف غرض ان تمام اسماء کی تحقیق ان کا قرآن حکیم میں مذکور کردار کی وضاحت اس کتاب کے مرکزی عنوانات ہیں جو علوم القرآن کا اہم موضوع ہیں۔

کتاب الایضاح والتبین کو زبدۃ التفسیر کا نام دیا جاسکتا ہے۔اس کتاب میں فاضل مولف نے مختلف تفاسیر میں موجود قابل وضاحت مقامات کی توضیح وتشریح کی ہے۔اس موضوع کو فنی اعتبار سے تفسیر التفاسیر کا نام دیا جا سکتا ہے۔تفسیر القرآن کے نہایت لطیف علمی نکات کی وضاحت اس کتاب کا مرکزی موضوع ہے۔اسی طرح امام سہیلی کی کتاب المختصر الوجیز جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، تفسیر قرآن کے موضوع سے متعلق ایک ایسی جامع مستند اور مختصر کتاب ہے جو علوم تفسیر کے بنیادی موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔امام سہیلی کی یہ اعلیٰ علمی کتب اندلس میں مطالعہ قرآن حکیم کی شاندار روایت کی امین ہے۔

تفسیر القرآن حکیم کے ضمن میں اندلس کی عظیم الشان روایات کا حامل یہ عظیم مفسر اور محقق شعبان 581ھ/ 1185ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ابن خلکان کے مطابق جمعرات 16 شعبان 581ھ بوقت ظہر مراکش میں آپ کا انتقال ہوا۔(69) اندلس سمیت پورے عالم اسلام میں آپ کی علمی شہرت وسطوت کا چرچا عام تھا۔

8۔ محی الدین ابن عربی

ابوبکر محی الدین محمد بن علی بن محمد بن احمد الاندلسی المعروف ابن عربی مرسیہ میں 560ھ/ 1164ء میں پیدا ہوئے اور اشبیلہ میں 638ھ/ 1240ء میں وفات پائی۔ (70) آپ کو تصوف میں نہایت اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ تصوف کا مشہور نظریہ وحدۃ الوجود آپ نے پیش کیا۔ جملہ علوم کے ساتھ آپ کو تفسیر القرآن اور علوم القرآن سے بھی خاص لگاؤ تھا۔آپ کی تفسیر القرآن الکریم سرزمین اندلس کی ایک صوفیانہ تفسیر ہے۔

تفسیر الاشاری، تفسیر الظاہری اور وحدۃ الوجود اس تفسیر کے خاص موضوعات ہیں۔ تفسیر الاشاری میں قرآن پاک کی آیات سے مسائل تصوف اخذ کیے جاتے ہیں اور تفسیر ظاہری میں آیت کے ظاہری الفاظ پر تدبر کیا جاتا ہے اور وحدت الوجود تصوف کا اہم موضوع ہے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل سے متعلق ہے۔ اہل تصوف کے ہاں یہ تفسیر بے حد مقبول ہے۔ یہ ایک مشکل تفسیر ہے۔ تصوف، کلام اور فلسفہ کا عالم ہی اس تفسیر سے بہتر طور پر مستفید ہو سکتا ہے۔

9۔ امام قرطبی

ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر الانصاری الخزرجی القرطبی الاندلسی (71) نہ صرف اندلس بلکہ عالم اسلام کے اکابر مفسرین میں شمار ہوتے ہیں۔ تاریخ میں آپ کی علمی جلالت وعظمت مسلم ہے۔ آپ نے اپنی تفسیر میں قصص و تواریخ کی بجائے احکام واستنباط اور فقہی اقوال و آراء پر بحث کرتے ہیں۔ حدیث وسنت کا حوالہ دیتے ہیں۔ احکام القرآن فقہ مالکی کی نمائندہ اور مستند تفسیر ہے۔ صاحب کشف الظنون کے مطابق یہ ایک عظیم تفسیر ہے۔ (72) ابن فرحون (م 799ھ 1396) نے اسے عظیم المرتبہ اور جلیل القدر تفسیر قرار دیا ہے۔ (73) قرآنی احکامات ناسخ و منسوخ اور قرأت واعراب پر عمدہ بحث کی گئی ہے۔

اس تفسیر کا پورا نام **جامع احکام القرآن لما تضمنه من السنة واية الفرقان** ہے۔ تفسیر کا اسلوب بڑا واضح اور جامع ہے۔ زیر بحث آیات کے مضامین کو مختلف ابواب وعنوانات کے تحت تحریر کرتے ہیں۔ قرطبی حریت فکر ونظر کا مفسر ہے۔ عام علماء سے برعکس نابالغ کی امامت کو صحیح بخاری کی ایک حدیث کی روشنی میں جائز قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں: **امامت الصغير جائزه اذا كان قارياً** (74) ''چھوٹے بچے کی امامت جائز ہے جبکہ وہ اچھا قاری ہو'' آپ کو مالکی مذہب کا غیر متعصب فقہیہ قرار دیا جاتا ہے۔ (75)

آپ کے بیان کردہ تفسیری نکات میں جامعیت اور اختصار کا وصف نمایاں ہے قرآنی آیت **وامــرت لا عدل بينكم** (76) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ **هذا العدل هو العدل فى الاحكام** (77) ''یعنی یہاں عدل سے مراد تمام احکامات میں انصاف کو ملحوظ رکھنا ہے۔ ایک اور قرآنی آیت **لا يسئلون الناس الحافا** (78) کی تفسیر میں لکھا ہے **لانهم متعففون عن المسألة عفة تامه** (79) ''یعنی وہ عزت نفس کی بنا پر قطعاً سوال نہیں کرتے''

وما اهل به لغير الله (80) کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وجرت عادة العرب بالصياح باسم المقصود بالذبيحة

وغلب ذلک فی استعمالهم حتى عبر به عن النية التى

هی علة التحريم(81)

''اہل عرب کی عادت تھی کہ جس کے نام پروہ جانور ذبح کرتے اس کا نام بلند آواز سے پکارتے تھے غیر اللہ کے تقرب کی وجہ سے ذبح کرنا ہی اصل علت حرمت ہے ۔ اسی علت حرمت کو یہاں لفظ اہلال سے تعبیر کیا گیا ہے۔

معرفت نسخ کے حوالے سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے۔ آیت نسخ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

معرفة هذا الباب اكيدة وفائدته عظيمة لا تستغنى عن معرفته العلماء ولا ينكره الا الجهلة الاغبياء(82)

''نسخ کی پہچان بہت ضروری ہے یہ بہت مفید ہے اس کی معرفت سے علما بے نیاز نہیں ہو سکتے جاہلوں اور بے وقوفوں کے سوااس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا''

مزید لکھتے ہیں لم تكن نبوة الا تناسخت (83) ''یعنی کوئی نبوت نہیں آئی کہ جس نے احکام میں نسخ سے کام نہ لیا ہو'' ایک اور قرآنی آیت واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفينا عليه آبانا (84) کی تفسیر میں لکھا ہے

''تعلق قوم بهذه الاية فى ذم التقليد وهذا فى الباطل صحيح اما التقليد فى الحق فاصل من اصول الدين وعصمة من عصم المسلمين يلجاء اليها الجاهل المقصر عن درك النظر''(85)

کچھ لوگوں نے اس آیت کو تقلید کی مذمت میں پیش کیا ہے۔ یہ باطل کے معاملے میں تو صحیح ہے لیکن حق کے معاملے میں تقلید کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں حق میں تقلید کرنا تو دینی اصولوں کی مستقل بنیاد ہے اور دین مسلم کی حفاظت کا ذریعہ ہے جو شخص اجتہاد کی

صلاحیت نہیں رکھتا وہ دین کے معاملے میں تقلید پر ہی اعتبار کرتا ہے۔

بنیادی طور پر یہ ایک فقہی تفسیر ہے اس میں فقہی نکات کے ساتھ ساتھ فقہاء کی اہلیت اور صلاحیت کے اصولوں وضوابط بھی بیان ہوئے ہیں۔قرآنی آیت **انما یخشی الله من عباده العلماء** (86) کی تفسیر میں حضرت علیؓ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> **"ان الفقيه حق الفقيه من لم يقنط الناس من رحمة الله ولم يرخص لهم فى معاصى الله تعالىٰ ولم يؤمنهم من عذاب الله تعالىٰ ولم يدع القرآن رغبة عنه الىٰ غيره انه لا خير فى عبادة لا علم فيها والعلم لا فقه فيها ولا قراة لاتدبر فيها"** (87)
>
> "یعنی فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کریں اور نہ انہیں اللہ کی نافرمانی کے لئے رخصت تلاش کر کے دے نہ اللہ کے عذاب سے بے خوف کرے۔ نہ لوگوں کو قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف شوق دلائے کیونکہ جس عبادت میں علم نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔جس علم میں فقاہت نہ ہو اس میں کوئی خوبی نہیں اور جس قرات میں تدبر نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں"

علامہ قرطبی کی تفسیر کے علمی، ادبی، فقہی نکات ایک بحر بیکراں ہیں۔آپ مشکلات القرآن کا حل بھی اپنی تفسیر میں پیش کرتے ہیں۔قرآنی آیت **فلو لا كانت قرية امنت فنفعها ايمانها.........الى حين** (88) کی تفسیر میں ایک مشکل قصہ قرآن کا نہایت جامع حل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال ابن جبير غشيهم العذاب كما يغشى الثوب القبر فلما صحت توبتهم رفع الله، عنهم العذاب وقال الطبرى خص قوم يونسؑ من بين سائر الامم بان تيب عليهم بعد معاينة العذاب وذكر ذلک عن جماعة من المفسرين وقال الزجاج انهم لم يقع بهم العذاب وانما راؤا العلامة التى تدل على العذاب ولا راؤا عين العذاب لما نفعهم ايمانهم. قلت قول الزجاج

حسن فان المعاينة التی لا تنفع التوبة معها هی التلبس بالعذاب کقصة فرعون ولهذا جاء بقصة قوم یونس ؑ علی اثر قصة فرعون یعضد هٰذا قوله علیه السلام ان اللّٰه یقبل توبة العبد مالم یغرغر والغرغرة الحشرجة وذٰلک هو حال التلبس بالموت وقد روی معنیٰ ماقلناه عن ابن مسعودؓ (الیٰ) وهٰذا یدل علی ان توبتهم قبل رؤیة العذاب (الیٰ) وعلیٰ هٰذا فلا اشکال ولا تعارض ولا خصوص. (89)

''ابن جبیر نے کہا کہ ان پر عذاب ایسے پھیل گیا جیسے قبر کے اوپر کپڑا پھیلتا ہے جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے انکا عذاب ہٹا دیا۔طبری نے لکھا کہ دنیا کی باقی اقوام کے علاوہ یہ خصوصیت صرف قوم یونس کی ہے کہ انہوں نے عذاب کو دیکھا پھر توبہ کی بہت سے مفسرین نے بھی یہی بات نقل کی ہے زجاج نے کہا کہ ان پر عذاب واقع نہیں ہوا تھا بلکہ ابھی صرف علامت عذاب ظاہر ہوئی تھیں جب انہوں نے ان علامات کو دیکھا تو ایمان لے آئے اگر عذاب ظاہر ہو چکا ہوتا تو انکا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوتا۔میرے نزدیک زجاج کا قول بہت عمدہ ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔جیسے قصہ فرعون میں گزرا ہے قوم یونسؑ کا قصہ قوم فرعون سے الگ ہے اسی بات کی تائید میں یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب اسکا سانس نہ اکھڑے۔یعنی اس پر موت کی حالت غالب آجائے۔اور یہ جو روایت ہے ابن مسعود سے ثابت ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے عذاب دیکھنے سے پہلے توبہ کی۔لہذا اب اس قصہ میں نہ شک ہے نہ تعارض اور نہ کوئی ان کی خصوصیت۔

اہل علم کے ہاں آپ کا زہد وتقویٰ ضرب المثل کا درجہ رکھتا ہے۔یہ تفسیر اہل علم کے مابین معروف ومتداول ہے کیونکہ آپ اسباب نزول، اختلاف قرأت اور وجوہ اعراب پر عمدہ بحث کرتے ہیں۔سعودی عرب، بیروت اور مصر سے یہ تفسیر اکثر وبیشتر شائع ہوتی رہتی ہے۔برصغیر پاک وہند کی اکثر تفاسیر میں امام قرطبی کے بکثرت حوالے پائے جاتے ہیں۔ماہ شوال 671ھ/ 1272ء میں آپ فوت ہوئے۔(90)

10۔ ابوحیان الاندلسی

اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن ابی حیان 654ھ/ 1256ء غرناطہ میں پیدا ہوئے۔(91) عبدالحق بن علی اور اندلس کے بعض نامور اساتذہ سے سماعت علم کا شرف حاصل کیا۔تفسیر البحر المحیط اور علوم القرآن پر آپ کی کتاب غریب القرآن اندلسی روایت مطالعہ قرآن کے اہم سنگہائے میل ہیں۔آپ شافعی المسلک تھے۔ 745ھ/ 1344ء میں مصر میں فوت ہوئے۔(92)

صرف ،نحواوراعراب قرآن کی توضیح ،اسباب نزول ،مفرد الفاظ کی شرح ،ناسخ ومنسوخ ،اختلافِ قرات، بلاغت قرآن ،آیات احکام سے استنباط ،مسائل اور اقوال مفسرین کا اہتمام اور نظم قرآن کا بیان یہ تفسیر ان تمام خوبیوں سے آراستہ ہے اور اندلس کے تفسیری ادب اور مطالعہ قرآن کی روایت میں روشن مقام رکھتی ہے۔

بعض نادر علمی نکات اس تفسیر کا خاص وصف ہیں مثلاً قرآنی آیت ''**اذا سمعتم ایٰت الله یکفر بها**'' (93) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ نافرمانوں کے ساتھ فرمانبرداروں کو صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز م 101ھ/719ء نے ایک روزہ دار پر سزا جاری کی کیونکہ وہ شراب کی محفل میں بیٹھا تھا ۔(94) ایک اور قرآنی آیت''**من یشفع شفاعة حسنه**'' (95) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کسی کے حق میں دعائے خیر کرنا بھی شفاعت حسنہ ہے علامہ نے آیات کی تفسیر میں مستند تاریخی واقعات سے بھی استشہاد کیا ہے آیت ''**ما انت بتابع قبلتهم** ''(96) کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس آیت سے اہل کتاب کی یہ غلطی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان کبھی نہ کبھی دوبارہ بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنالیں گے۔(97)

آیت''**ومن ذریتنا امة مسلمة لک**'' (98) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اہل جاہلیت میں عمر بن نفیل اور قس بن ساعدہ اور رسول اکرم ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب بن ہاشم انہی لوگوں میں سے تھے جو شرک سے بےزار اور بت پرستی سے پاک تھے۔(99) یہ تفسیر اقوال صحابہ کا بیش بہا خزانہ ہے''**لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل**... (100) کی تفسیر میں لکھا کہ اکل باطل ان تمام صورتوں پر حاوی ہے جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہیں۔(101) اپنے علم وفضل اور قوت استدلال کی بدولت ابوحیان کا اسلوب تفسیر بڑا مستحکم اور واضح ہے آپ متفقہ مسائل کو بیان کرتے ہیں کیونکہ ان میں نسخ کا امکان نہیں ہوتا چنانچہ ذبیحہ اہل کتاب کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

و ذهب الی ان الکتابی اذا لم یذ کر الله علی الذبیحة و ذکر غیر الله لم توکل و به قال ابو الدرداء و عبادة بن الصامت و جماعة من الصحابة وبه قال ابو حنیفة وابو یوسف و محمد و زفرو مالک و کره النخعی و الثوری اکل ماذبح واهل به لغیر الله. (102)

ان (علما) کا مذہب یہ ہے کہ کتابی اگر ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لے اور اللہ کے سوا کوئی نام لے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔یہی قول ابوالدردہ عبادہ بن صامت اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کا ہے اور یہی ابوحنیفہ،ابو یوسف،محمد،زفر اور مالک کا مذہب ہے نخعی اور ثوری اس کے کھانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں

علامہ ابوحیان نے اپنی تفسیر میں غیر ضروری مباحث سے اجتناب کیا ہے یہ کتاب تفسیر برائے تفسیر کی عمدہ

مثال ہے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں:

وترکت اقوال الملحدین الباطنیه المخرجین الالفاظ العربیه من مدلولتها فی اللغة الی هذیان افتروه علی الله وعلیٰ علی کرم الله تعالیٰ وجهه وعلیٰ ذریته ویسمونه علم التاویل (103)

میں نے باطنیوں اور ملحد لوگوں کے اقوال چھوڑ دیئے ہیں جن کے ذریعے وہ عربی الفاظ کو ان کے لغوی معنی سے پھیر دیتے ہیں اور ان بے وقعت باتوں سے لوگ اللہ تعالیٰ اور حضرت علی اور ان کی اولاد پر بہتان لگاتے ہیں اور اپنے اس خودساختہ طرزِ عمل کو تاویل کا نام دیتے ہیں۔

یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے اور مقبول و متداول ہے مصر اور بیروت سے شائع ہوتی رہتی ہے۔ قرآن فہمی کے لیے یہ ایک بنیادی تفسیر ہے اصل تفسیر سے قبل نہایت شاندار علمی مقدمہ لکھا گیا ہے۔ یہ نحوی طرز کی نمائندہ تفسیر ہے۔ ابوحیان نے زمخشری اور ابن عطیہ سے بہت استفادہ کیا۔ تفسیر کے لغوی مباحث بھی بہت عمدہ اور مدلل ہیں۔

خلاصہ

ان عظیم رجال اندلس کی کتب علوم القرآن اور تفاسیر کی روشنی میں یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اندلس میں دیگر اسلامی علوم کی طرح اُم العلوم یعنی قرآن اور تفسیر القرآن کے مطالعہ و اشاعت اور اس کی تعلیم و تبلیغ کا کام سرفہرست رہا اور ہر مفسر نے اس کے نشو و ارتقاء میں اپنا نام پیدا کیا۔

مصادر و مراجع

1۔ سرہندی، وارث، جامع الامثال، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد 1986، ص 317

2۔ گیلانی، اسعد، رسول اکرم کی حکمت انقلاب، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 1985، ص 211

3۔ ترمذی، باب ماجاء فی تعلیم القرآن، مکتبہ رحمانیہ لاہور 1992، ج 2، ص 335

4۔ Scat, S.P. History of the Morrish Empire in Europe, V.I, P.157

5۔ الاندلسی، صاعد، ابوالقاسم احمد بن عبدالرحمٰن، طبقات الامم، دارلکتب علمیہ بیروت، ت۔ن، ص 79

6- Dozy, Spanish Islam, English Translation by Stakes, P.270

7۔ سیوطی، جلال الدین، بغیۃ الوعاۃ، طبقاۃ الحفاظ، دارالمعارف بیروت 1982، 109/2

8۔ زرکلی، خیر الدین، الاعلام، 302/4

9۔ ابن الفرضی، ، مطبع سعادۃ نشر الثقافہ قاہرہ، 1954، 240/1

10۔ اردو دائرہ المعارف، دانش گاہ پنجاب لاہور، 1986، 477/1

11۔ کحالہ، عمر رضا، معجم المولفین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ت ن، 181/6

12۔ زرکلی، الاعلام، 302/4

13۔ کحالہ، عمر رضا، معجم المولفین، 181/6

14۔ ابن خیر، الاشبیلی، فہرست، المکتب التجاری بیروت 1963، ص 202

15۔ سیوطی، جلال الدین، بغیۃ الوعاۃ، 109/2

16۔ ابن فرحون، الدیباج، ص 256

17۔ ذھبی، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ت ن، 285/13

18۔ ابن الفرضی، تاریخ علماء اندلس، مطبع سعادہ نشر الثقافہ قاہرہ، 1954، 92/2

19۔ بقی بن مخلد، مقدمہ مسند، المکتبہ التجاری قاہرہ، 1993، ص 46

20۔ ذھبی، سیر اعلام النبلا، 291/3

21۔ سیوطی، طبقات المفسرین، دارالکتب علمیہ بیروت 1988، ص 41

22۔ ابن الفرضی، تاریخ علماء اندلس، مطبع سعادہ نشر الثقافہ قاہرہ، 1956، ص 93/2

23۔ کحالہ، عمر رضا، معجم المولفین، 315/13

24۔ قلعجی، ڈاکٹر عبدالمعطی، مقدمہ الاستذکار، دارالوعی حلب، 1992، ص 17

25۔ ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن 1958، 754/3

26۔ قلعجی، ڈاکٹر عبدالمعطی، مقدمہ الاستذکار، ص 73 تا 77

27۔ ایضاً، ص 79

28۔ ذھبی، العبر فی خبر من غبر، دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن، 255/3

29۔ سیوطی، بغیۃ الوعاۃ، ص 432

30۔ ابن فرحون، الدیباج، ص 441-440

31۔ ابن بشکوال، کتاب الصلہ، الدار المصریہ للتالیف والترجمہ 1986، 679

32۔ قلعجی، عبدالمعطی، مقدمہ الاستذکار، ص 27

33۔ زرکلی،الاعلام، 316/9

34۔ ذھبی،تذکرۃ الحفاظ 771-72/3

35۔ اردو دائرۃ المعارف،485/1

36۔ ذھبی،تذکرۃ الحفاظ 766/3

37۔ الحموی،یاقوت،معجم الادبا، دارالاحیاء التراث العربی بیروت1930،ص239

38۔ الاندلسی،صاعد،طبقات الامم،دارالکتب علمیہ بیروت ت ن،ص127-28

39۔ ابن حجر،لسان المیزان،201/4

40۔ زرکلی،الاعلام،302/4

41۔ ابن خلکان،وفیات الاعیان،325-26/3

42۔ ابن بشکوال،کتاب الصلہ ،ص416

43۔ الضبی ،بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اندلس،دارالمعارف مصر،ت ن،ص364

44۔ سیوطی،طبقات الحفاظ،ص435

45۔ القرآن الکریم،المزمل:4

46۔ ابن خلکان،وفیات الاعیان،325/3

47۔ ذھبی،تذکرۃ الحفاظ،90/4

48۔ ایضاً

49۔ القرآن الکریم،البقرۃ:67

50۔ ابن العربی،احکام القرآن،1/11

51۔ ابن عربی،احکام القرآن، 225/2

52۔ ابن عربی احکام القرآن 125/3

53۔ القرآن الکریم،الاعراف:142۔

54۔ ایضاً218/7

55۔ ذھبی،محمد حسین،التفسیر والمفسرون،دارالکتب الحدیثہ قاہرہ1961،449/2

56۔ ابن فرحون،الدیباج،ص176

57۔ سیوطی،بغیۃ الوعاۃ، 180/2

58۔ الاندلسی، ابوحیان، مقدمہ تفسیر البحر المحیط، طبع مصر 1982، 10/1

59۔ ابن تیمیہ، فتاویٰ ابن تیمیہ، المکتبہ التجاری قاہرہ، 1993، 194/2

60۔ ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، دار الکتب العلمیہ 1990، ص 293

61۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، 143/3

62۔ ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، 91/4

63۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، طبع استنبول 1961، 1012/2

64۔ سیوطی، بغیۃ الوعاۃ، 81/2

65۔ حنبلی، ابن العماد، شذرات الذھب، طبع مصر 1992، 244/4

66۔ ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، 91/4

67۔ ابن فرحون، الدیباج، ص 247-246

68۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، 144/3۔

69۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان 143/3

70۔ ابن فرحون، الدیباج، ص 281

71۔ ابن فرحون، الدیباج، ص 317

72۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، 138/4

73۔ ابن فرحون، الدیباج، ص 318

74۔ تفسیر قرطبی، 1/82

75۔ ذھبی، محمد حسین، تفسیر والمفسرون، ص 618۔

76۔ القرآن الکریم، شوریٰ: 15

77۔ تفسیر قرطبی، 280/7

78۔ القرآن الکریم، البقرہ: 273

79۔ تفسیر قرطبی، 278/1

80۔ القرآن الکریم، البقرہ: 173

81۔ تفسیر قرطبی، 218/1

82۔ ایضاً 125/1

83۔ ایضاً 126/1

84۔ القرآن الکریم، البقرہ:170

85۔ تفسیر قرطبی، 280/1

86۔ القرآن الکریم، فاطر:28

87۔ تفسیر قرطبی، 290/7

88۔ القرآن الکریم، یونس:98

89۔ تفسیر قرطبی، 278/3

90۔ ابن فرحون، الدیباج، ص318

91۔ العسقلانی، ابن حجر، الدرر الکامنہ، طبع حیدر آباد دکن 1330، ص132

92۔ الذھبی، محمد حسین، تاریخ التفسیر والمفسرون، 300/1

93۔ القرآن الکریم، النساء:140

94۔ ابوحیان، البحر المحیط، 155/2

95۔ القرآن الکریم، النساء:85

96۔ القرآن الکریم، البقرہ:145

97۔ ابوحیان، البحر المحیط، 278/1

98۔ القرآن الکریم، البقرہ:127

99۔ ابوحیان، البحر المحیط، 135/1

100۔ القرآن الکریم، البقرہ:188

101۔ ابوحیان، البحر المحیط، 125/1

102۔ ایضاً 1/431

103۔ ایضاً، 4/1